نغمۂ فردوس

مختصر نعتیہ کلام

محوی صدیقی لکھنوی

بسم اللہ

نغمۂ فردوس

مختصر نعتیہ کلام

محوی صدیقی لکھنوی

(جملہ حقوق بحق مصنّف محفوظ ہیں)

قیمت ——— ایک روپیہ پچاس پیسے

تعداد طبع ——— ایک ہزار

اشاعتِ اوّل ——— ۱۵ اپریل ۱۹۶۸ء

طابع ——— اختر حسین صدّیقی

مطبع ——— علوی برقی پریس

ناشر ——— منیر المحوی

اشاعت گھر ——— معیار ادب بکڈپو

بھوپال نمبر ۱

ہدیۂ ناچیز

بحضور

محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم

نہایت ادب و خلوص اور کمالِ عقیدت کے ساتھ

محوی صدیقی

فہرست

نمبر	عنوان	قافیہ ردیف	تاریخ تصنیف	نمبر صفحہ
۱	ہدیۂ ناچیز بحضور صلی اللہ علیہ وسلم	.	.	۳
۲	فہرست مضامین	.	.	۵
۳	پیش لفظ	از مولانا صدر انصاری	.	۷
۴	ترانۂ حمد	خوش الحاں تیرا	۱۰ر فروری ۲۸ء	۱۶
۵	نغمۂ وحدت	نمایاں تیرا	〃 〃	۱۷
۶	عرضِ نیاز	امکاں ہیں آپ ہی	۱۹ر فروری ۴۸ء	۱۸
۷	نذرِ اخلاص	قرآں ہیں 〃	〃 〃	۲۰
۸	ہدیۂ میلاد مبارک	پیارا ہے	۲۷ر جون ۳۴ء	۲۱
۹	سرورِ دو جہاںؐ	سہارا ہے	〃 〃	۲۳
۱۰	آقائے دو جہاںؐ	عظمت سے	〃 〃	۲۵
۱۱	ذکرِ قدسی	ہدایت سے	〃 〃	۲۷
۱۲	.	پیمانہ محمدؐ کا	۲ر اگست ۳۷ء	۲۹
۱۳	.	افسانہ محمدؐ کا	۶ر 〃 〃	۳۰
۱۴	.	صنم خانہ محمدؐ کا	〃 〃	۳۱
۱۵	.	منظر بنائیں گے	۷ر مارچ ۴۰ء	۳۲
۱۶	.	گھر بنائیں گے	〃 〃	۳۳
۱۷	.	نظر دیکھا کیے	۲۷ر فروری ۴۵ء	۳۴
۱۸	.	پر دیکھا کیے	〃 〃	۳۶
۱۹	.	عمر بھر دیکھا کیے	〃 〃	۳۸
۲۰	.	زخم جگر دیکھا کیے	〃 〃	۴۰
۲۱	.	خیر البشر ہو جائے گا	۵ر فروری ۴۹ء	۴۲
۲۲	.	نظر ہو جائے گا	〃 〃	۴۳
۲۳	.	بار بار آئے	۳ر جنوری ۵۰ء	۴۴
۲۴	.	سازگار آئے	〃 〃	۴۶

نمبر	عنوان	قافیہ ردیف	تاریخ تصنیف	نمبر صفحہ
۲۵	.	بہار آئے	۳ر جنوری ۱۹۵۰ء	۴۸
۲۶	.	مقام کس کا تھا	۱۴ر نومبر ۱۹۶۶ء	۵۰
۲۷	.	نام کس کا تھا	〃 〃	۵۱
۲۸	روشن حقیقت	حقیقت سے	۲۸ر اکتوبر ۱۹۶۷ء	۵۳
۲۹	شانِ رسول ﷺ	شاہِ اُمم دیکھتے ہیں	فروری ۱۹۶۸ء	۵۵
۳۰	مدینۂ رسول ﷺ	رشکِ ارم 〃	〃 〃	۵۶
۳۱	اعجازِ رسول ﷺ	دمبدم 〃	〃 〃	۵۷
۳۲	.	شاہ اُمم 〃	〃 〃	۵۸
		نظمیں، خمسے، رباعیات وغیرہ		
۳۳	بارگاہِ رسالت میں	فیض عام ہے	۸ر جولائی ۱۹۲۶ء	۵۹
۳۴	دربارِ نبوت میں	ذوالجلال تھا	〃 〃	۶۲
۳۵	التجائے کرم	.	۲۵ر جولائی ۱۹۳۱ء	۶۵
۳۶	عرضِ حال	.	〃 〃	۶۸
۳۷	التماسِ ادب	.	〃 〃	۷۲
۳۸	روضۂ انور پر	.	〃 〃	۷۵
۳۹	پیارے نبی ﷺ	.	۲۴ر فروری ۱۹۴۰ء	۷۸
۴۰	ہمارے نبی ﷺ	.	〃 〃	۸۰
۴۱	محمد مصطفےٰ ﷺ	.		۸۲
۴۲	احمد مجتبیٰ ﷺ	.		۸۴
۴۳	حبیبِ کبریا ﷺ	.		۸۶
۴۴	پیمبرِ ﷺ خدا	.		۸۸
۴۵	رباعیات	.		۹۰
۴۶	قطعہ تاریخ دیوان نعتیہ	.		۹۴
۴۷	فہرست کتب زیرِ طبع			۹۶

۴۸۶

پیش لفظ

از جناب مولانا صدر الدین صاحب صدر انصاری ایڈوکیٹ

صدر جمعیتہ علماء نائب صدر انجمن ترقی اردو مدھیہ پردیش بھوپال

عربی، فارسی اور اُردو کی شاعری میں قدیم اساتذۂ فن نے جو اصناف سخن بیان کیے ہیں اُن میں تین قسمیں ایسی ہیں جن کا خصوصی تعلق بلحاظ عقائد اسلام یا مسلمانوں سے ہے۔

(۱) "حمد" اس کے لُغوی معنی تو تعریف کے ہیں، لیکن فن شاعری میں خاص اللہ تعالیٰ کی تعریف کے لیے یہ لفظ مخصوص ہو گیا ہے، خواہ وہ تعریف مثنوی میں ہو یا قصائد میں، یا کسی کتاب کی ابتداء میں، نظم میں ہو یا نثر میں۔ تمام مشرقی شعراء نے عام اس سے کہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم بالعموم اس کی پابندی کی ہے اور اپنی تصانیف کو حمد اور نعت ہی سے شروع کیا ہے۔

(۲) "نعت" نعت کے لغوی معنی بھی تعریف ہی کے ہیں، لیکن ارباب فن کی اصطلاح میں یہ لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کے لیے

مخصوص ہوگیا ہے۔

(۳) تیسری صنف "منقبت" ہے۔ اس لفظ کے معنی بھی تعریف ہی کے ہیں، لیکن شعری اصطلاح میں بزرگانِ دین و اولیاء کرام کی تعریف کے لیے مخصوص ہوگیا ہے۔

ان تینوں اصنافِ سخن میں عربی، فارسی اور اُردو کے مصنّفین و شعراء نے اپنے بڑے بڑے علمی و شعری کمالات دکھائے ہیں، خاص طور پر قصائد کی صورت میں۔

یوں تو اکثر و بیشتر شعراء نے طبع آزمائی فرمائی ہے، لیکن بعض محترم و بزرگ باکمال شعراء ایسے گذرے ہیں، جنھوں نے نعت شریف کے لیے اپنے فن کو مخصوص کر لیا تھا اور اُسی میں نہایت درجہ امتیازی شہرت اور بقائے دوام کی نعمت حاصل کی۔ مثلاً حضرت حسّان ابن ثابت رضی اللہ عنہ دربارِ نبوی کے پہلے شاعر ہیں جنھوں نے اپنا پورا زورِ فن اور کمالِ فصاحت نعت شریف اور اپنے مقدّس مذہب کی مدافعت میں صرف کیا۔ دربارِ نبوّت کے ملک الشعراء ہونے کی حیثیت سے دنیائے اسلام اور عالمِ شعر و ادب میں شہرتِ تام رکھتے ہیں۔

عرب ہی کے نامور شاعر زہیر رضی اللہ عنہ بھی اپنے انتہائی پُرخلوص قصیدے کی بدولت دنیائے اسلام میں تقریباً ڈیڑھ ہزار سال سے مشہور و معروف ہیں۔ حضرت زہیر زمانۂ جاہلیت کے مسلّمہ شاعر تھے اور سبعۂ معلّقہ میں اُن کا قصیدہ شامل ہے، اُن کو اسلام کی سعادت حاصل ہوئی اور اپنا نعتیہ قصیدہ دربارِ نبوت میں پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا، جو شاعر موصوف نے نہایت والہانہ اور مخلصانہ انداز میں کہا تھا اور اپنا پورا زورِ قلم صرف کیا تھا، جو "بانت سعاد"

کے نام سے غیر معمولی شہرت رکھتا ہے۔ صحیح روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم نے اس قصیدے میں اصلاح فرمائی جس کی بدولت شعر کا مرتبہ زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔ تیسرا شرف یہ تھا کہ حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی چادر مبارک بطور صلۂ وانعام عطا فرمائی۔ اس واقعے کو بھی ابدی شہرت کا مرتبہ حاصل ہوا۔

علّامہ بوصیری کا قصیدۂ بردہ بھی بہت مشہور ہے اور ان کو بھی حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اصلاح فرمائی کا شرف حاصل ہے۔

اسی طرح فارسی زبان کے بلند پایہ نامی گرامی شعراء میں کئی ایسے شاعر نظر آتے ہیں جو نعت گوئی کے کمال میں اپنی اپنی جگہ فرد ہیں۔ مثال کے طور پر نظامی، سعدی، قدسی، جامی، خسرو، عرفی اور خاقانی کے اسمائے گرامی پیش کیے جا سکتے ہیں۔

نعتیہ قصائد کے سلسلے میں عالمِ اسلام کی جانب سے خاقانی کو اُن کی بہترین خدمت کے صلے میں حسّان الہند کا خطاب عطا ہوا جو اُن کے نام نامی کا ایک جُزو بن گیا ہے۔

افسوس ہے کہ صفحات کی تنگ دامنی اجازت نہیں دیتی ورنہ اِن شعرائے گرامی کے اشعار پیش کر کے اُن کا ترجمہ اور مختصر سا تبصرہ بھی پیش کیا جاتا۔

عربی اور فارسی کی طرح اردو زبان میں جب شاعری کی داغ بیل پڑی تو شعراء نے تبرکاً اشعار نعت شریف میں کہے اور اُردو مصنفوں نے اپنی تصانیف کے آغاز میں حمد کے بعد نعت شریف لکھنے میں بھی اپنا زورِ قلم صرف کیا ہے۔

اس بارے میں مسلم شعراء کی کوئی خصوصیت نہیں ہے بلکہ اُردو گو غیر مسلم شعراء نے بھی اس فرض کو ادا کرنے میں اپنی فکر اور طبیعت کے پورے پورے جوہر دکھائے ہیں۔ مثال کے طور پر پنڈت دیا شنکر نسیم لکھنوی شاگرد حضرت خواجہ آتش لکھنوی نے اپنی مشہور آفاق مثنوی گلزار نسیم میں اس فرض کو جس خوبی کے ساتھ انجام دیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

شعراء کے جس قدر دیوان و کلیات اب تک شائع ہو چکے ہیں یا قلمی دستیاب ہوئے ہیں اُن سب میں حمد و نعت شریف کی چند غزلیں ضرور ملتی ہیں

بعض شعراء نے تو صرف نعت گوئی ہی میں اپنا ذوقِ شاعری پورا کیا ہے۔ اِن میں بعض ایسے نامور اور باکمال ہیں جو اپنا جواب آپ ہی ہیں۔

متقدمین میں شہیدی جو اُستاد شاعر گرمصحفی کے عزیز شاگرد تھے انکی ایک غزل کو خاص طور پر بقائے دوام حاصل ہوئی جس کا ایک شعر یہ ہے:

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھوں
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روح مقیّد کا

تقریباً سب ہی نعت گو شعراء نے اس زمین میں طبع آزمائی فرمائی ہے۔

شہیدی کے بعد مولانا غلام امام شہید نے نعت گوئی میں بڑا نام پیدا کیا۔ محسن کاکوروی بھی نعت گوئی میں بے مثل شاعر گذرے ہیں۔ ان کا پورا کلیات قابل دید ہے۔ خصوصیت کے ساتھ ایک قصیدہ بے انتہا مشہور اور دربار نبوت میں مقبول ہوا۔ اس سعادت کا واقعہ نہایت دلچسپ تفصیل کے ساتھ کلیات میں درج ہے۔ یہاں اس کی تفصیل دشوار ہے۔ قصیدے کا

مطلع یہ ہے ؎ سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل
برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

قصیدہ بہت طویل ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مولانا محسن نے اپنے جذباتِ والہانہ کے ساتھ شاعری نہیں بلکہ ساحری فرمائی ہے۔

ملک الشعراء حضرت امیر مینائی بھی نعت گو شاعر کی حیثیت سے بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ موصوف کا نعتیہ دیوان "محامد خاتم النبیین" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کی غزلیں اور قصائد سہل زبان ہونے کی وجہ سے مقبولِ عام ہیں۔ اکثر مولود خواں حضرات ان کے ذریعہ محفلِ میلاد گرماتے رہتے ہیں۔

اگرچہ اس دور میں نعت نگاری بہت کم ہو گئی ہے مگر پھر بھی خدا کے فضل سے یہ سلسلہ جاری ہے اور نعتیہ مشاعروں سے محفلیں گرم ہوتی رہتی ہیں۔

فن شاعری سے قطع نظر یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ نعت گوئی مذہبی عقائد، دینی معلومات اور عقیدت مندانہ جذبات سے تعلق رکھتی ہے۔ شاعر کا قلب جس درجہ معرفت الٰہی اور محبت نبوی سے معمور ہو گا اُسی مرتبہ میں تخلیق شعر ہو گی۔ بس یوں سمجھیے کہ قال نہیں حال ہو گا۔ اور یقیناً اثر انداز ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ جو شعراء کرام واقعی معنوں میں عاشقِ رسول تھے سب کے کلام نے شرفِ قبول پایا جس کے اشارے ابتداء میں آ چکے ہیں۔

یہ مختصر سا مجموعہ جو "نغمۂ فردوس" کے نام سے آپ کے پیش نظر ہے حضرت علامہ محوی صدیقی لکھنوی کی مہارتِ شعری اور جذباتِ قلبی کا آئینہ دار ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ علامہ اساتذہ سخن کی صف میں شامل ہیں اور اُن کی

ذات دیرینہ روایاتِ شعری کی حامل ہے۔ اگر یہ مصرع علامہ کی ذات سے وابستہ کیا جائے تو میری رائے میں حق بجانب ہوگا ؎

گذشتہ خاک نشینوں کی یادگار ہوں میں

علامہ نے اپنی شاعری صرف نعت گوئی تک منحصر نہیں رکھی ہے، پھر بھی قلبی رجحان اور فطری تقاضے کی بناء پر جس حد تک کہا ہے وہ کیفیات میں ڈوبا ہوا ہے۔

قادر الکلامی، زباں دانی اور فنی پختگی کے ساتھ ساتھ آیاتِ قرآنی اور صحیح روایاتِ احادیث کا ہر ہر مقام پر پورا پورا التزام کیا ہے، اندازِ بیان میں جدّت اور ندرت پیدا کی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ؎

با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

کا تا حدِ امکان لحاظ رکھا ہے۔ اور یہ کوئی آسان بات نہیں۔

غالب کی ایک مشہور غزل ہے، جس کا یہ مطلع ہے ؎

جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں خیاباں خیاباں اِرم دیکھتے ہیں

اسی زمین میں مولانا کا نعتیہ مطلع ہے ؎

مدینے کو رشکِ ارم دیکھتے ہیں وہ جلوہ خدا کی قسم دیکھتے ہیں

مصرعۂ ثانی کی برجستگی اور بیساختگی نے مطلع کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔ اس کا اندازہ ذوقِ سلیم ہی کر سکتا ہے۔ اسی طرح حُسنِ مطلع ؎

جہاں اُن کے نقشِ قدم دیکھتے ہیں وہاں نور ہی نور ہم دیکھتے ہیں

غالب کے مصرعہ پر مصرع لگا کر جس خوبی سے نعتیہ رنگ پیدا کیا ہے وہ

موصوف ہی کا حصّہ ہے ۔ اسی غزل کے مقطع میں جو والہانہ انداز اختیار کیا ہے اُس سے قلبی لگاؤ کا پتہ چلتا ہے ؎

پہنچ کر رہینگے مدینے میں محوی　　یہ دم خم ابھی دل میں ہم دیکھتے ہیں

علّامہ کے نعتیہ اشعار میں جدّتِ اسلوب کے ساتھ یہ چیز ہر جگہ نمایاں ہے ۔ مثال کے طور پر چند اشعار پیش کرتا ہوں :

جبینِ عرش پہ مرقوم نام کس کا تھا　　مرے حضور یہ اعلیٰ مقام کس کا تھا
پلک جھپکتے ہی طے تھے مقام شوق طلب　　یہ عزم لے شبِ گردوں خرام کس کا تھا
جہاں پہنچ نہ سکے جبرئیل کے شہ پر　　وہ راہ شوق میں پہلا مقام کس کا تھا

مرے دل میں ہے عکسِ حسنِ جانانہ محمدؐ کا　　خدا آباد رکھے یہ صنم خانہ محمدؐ کا

رو رو کے یادِ ساقیِ کوثر میں دیکھنا　　اس چشمِ تر کو چشمۂ کوثر بنائیں گے
طیبہ میں اپنی روح نکل جائے گی اگر　　کیونکر وہاں کی خاک کو بستر بنائیں گے

چشمِ ساقی کوثر و تسنیم پر دیکھا کیے　　پینے والے پی رہے تھے ہم اُدھر دیکھا کیے
وجد سا تھا دل پہ طاری آنکھ سے اشکِ رواں　　یوں درِ اقدس کو ہم آٹھوں پہر دیکھا کیے

کل شب چھک رہے تھے جو بزمِ حضورؐ میں
محوی وہ خوش نوا وہ غزل خواں ہیں آپ ہی

یہ حسن اتفاق ہے کہ مجھے مولانا محوی صاحب کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ میں موصوف کی خداداد علمی وفنّی صلاحیت اور بے تکلّف وضعداری سے متاثر رہا ہوں۔ اب سے تقریباً ۲۰۔ ۲۵ سال قبل حضرت علاّمہ مدراس یونیورسٹی سے ریٹائر ہوکر مستقل طور پر بھوپال تشریف لے آئے تھے، میں اُس زمانے میں دارالعلوم الہیہ بھوپال کا ناظم اعلیٰ تھا، موصوف نے اپنی علمی وتعلیمی دلچسپیوں کے پیش نظر دارالعلوم مذکور کے فرائضِ مہتممی انجام دینا قبول فرمالیا تھا اور درس وتدریس کے ساتھ تصنیف وتالیف کا مشغلہ بھی برابر جاری رکھا، چنانچہ مذہبی رنگ میں۔

(۱) پارۂ عم کا سلیس اردو میں ترجمہ فرمایا، جس کا انداز درسی ہے۔
اسی سلسلے میں ایک مجلس تعلیم القرآن تشکیل پائی جس کا میں ناظم اور علاّمہ سرپرست تھے۔

(۲) "ہمارے حضرت"۔ سیرتِ پاک پر مختصر رسالہ شائع فرمایا۔

(۳) "ازواج الانبیا"۔ بھی علاّمہ کی معرکۃ الآرا تصنیف ہے۔

(۴) "اسلامی تاریخی کہانیاں"۔ علاّمہ کی یہ تصنیف جامعہ ملیہ دہلی نے طبع کرائی تھی جو بیحد مقبول ہوئی اور ابتک اُس کے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔

(۵) "حرزیمانی" یعنی دعائے سیفی کا آسان زبان میں ترجمہ"۔ حضرت مولانا مولوی عبدالخالق صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ایماء پر کیا تھا۔

(۶) "الارشاد" کے نام سے علاّمہ کی سرپرستی میں ایک دینی ماہنامہ بھی جاری ہوا تھا۔ جو کئی سال دینی فیض پہنچاتا رہا۔

یہ شستے نمونہ از خروارے ہے جو میں نے مثالاً پیش کیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ علامہ کے دل میں ابتدا ہی سے دینی تڑپ ہے۔ جو مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتی رہتی ہے۔

اکثر صاحبِ کمال اور ماہرینِ فن اپنی زندگی میں ابتلا اور آزمائش کا شکار رہے ہیں، علامہ کی ذاتِ گرامی بھی اس سے مختلف نہیں ہے۔ ساٹھ سال مشقِ سخن جاری رہنے اور کثیر تعداد میں عزیز و مخلص شاگردوں کی موجودگی کے باوجود علامہ کی زندگی کا شاہکار یعنی دیوان آج تک طبع نہ ہو سکا، جو نہایت درجہ تکلیف دہ اور موصوف کی خودداری اور عزتِ نفس کی آخری حد ہے۔

اس سلسلے میں میں نے بھی حضرت سے متعدد بار درخواست کی اور ہر اصرار کیا۔ اب خدا کا شکر ہے کہ یہ سلسلہ "نغمۂ فردوس" سے شروع ہو گیا ہے۔ امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ انشاء اللہ اس کی برکت سے علامہ موصوف کی دیگر تخلیقات خصوصاً 'دیوان' جلد شائع ہو جائے گا اور شائقین کو مزید استفادے کا موقع ملے گا۔

صدر انصاری

۱۳ اپریل ۱۹۶۸ء

ترانۂ حمد

کلمہ پڑھتا ہے ہر اک مرغِ خوش الحان تیرا
یہ گلستانِ جہاں ہے کہ دبستاں تیرا

یارب اِس بندۂ عاصی پہ یہ احساں تیرا
ساری دنیا پہ ہے چھایا ہوا انساں تیرا

دل کی آنکھیں جو کھُلیں، کھُل گئے اسرارِ جہاں
اک طلسماتِ ہے یہ عالمِ امکاں تیرا

ذرّہ ذرّہ ہے تیری شانِ خدائی کا ثبوت
قطرہ قطرہ ہے عجب گوہرِ عرفاں تیرا

ہے یہ وہ گُل کدۂ دہر کہ یارب! اس میں
پتہ پتہ نظر آتا ہے ثنا خواں تیرا

ہر کلی حُسنِ تبسم سے تری شکر گزار
اور مرہونِ کرم ہر گُلِ خنداں تیرا

سبزہ و گل نظر افروز، رواں ہیں نہریں
کم گلستاں سے نہیں کوئی بیاباں تیرا

ظلمتِ شب میں لُبھاتے ہیں دلوں کو انجم
کتنا پیارا ہے یہ آئینِ چراغاں تیرا

بزمِ ہستی کو جو دیتا ہے اُجالا ہر روز
اِک چراغ ایسا ہے یہ مہرِ درخشاں تیرا

اک نظر محوی ناشاد پہ بھی ہو جائے
کہ یہ بندہ ہے پریشان و پشیماں تیرا

نغمۂ وحدت

ہر طرف جلوۂ قدرت ہے نمایاں تیرا
پھر بھی آساں نہیں انساں کو عرفاں تیرا

اللہ اللہ یہ کرم، رحمتِ یزداں تیرا
عاصیوں پر بھی رہا سایۂ داماں تیرا

ہر جگہ سکّہ رواں ہے تری یکتائی کا
دل سے قائل ہے ہر اک دیدۂ حیراں تیرا

آستانے پہ ترے کون نہیں سر بسجود
کون دنیا میں نہیں تابع فرماں تیرا

تو جو برہم ہو تو اک برقِ بلا چشمِ عتاب
اور خوش ہو تو تبسم ہو گل افشاں تیرا

حشر میں کاش یہ پوچھے تری رحمت مجھ سے
اے گناہ گار بتا کیا ہے اب ارماں تیرا

سب کو تسلیم تری بندہ نوازی یارب
سب کو اقرار کہ ہر شے پہ ہے احسان تیرا

جو بشر راہِ ہدایت سے بھٹک جاتا ہے
راستہ اس کو بتا دیتا ہے قرآں تیرا

رحم فرما کہ ہوا سارا زمانہ دشمن
آج ہر بندۂ مؤمن ہے پریشاں تیرا

آستانے سے ترے جائے کہاں اب محوی
کہ ازل ہی سے ہے وابستۂ داماں تیرا

عرضِ نیاز

بحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم

مسند نشینِ محفلِ امکاں ہیں آپ ہی
اِس انجمن کی شمع فروزاں ہیں آپ ہی

ممکن نہیں کہ آپ سے مخفی ہو کوئی راز
رازآشنائے خلوتِ یزداں ہیں آپ ہی

احسان ہیں خدا کے جو اِس کائنات پر
سب جانتے ہیں باعثِ احساں ہیں آپ ہی

ہیں شاہکارِ قدرتِ خالق خدا گواہ!
افسانۂ حیات کا عنواں ہیں آپ ہی

حضرت کی ذاتِ پاک پہ نازاں ہیں انبیا
پیغمبری کے تخت پہ سُلطاں ہیں آپ ہی

یزداں ہے جس کے خلق و مُروّت کا مدح خواں
وہ برگزیدہ بندۂ یزداں ہیں آپ ہی

کس کس کرم کا شکر ہو اے رحمتِ عمیم!
دامانِ آرزو میں گُل افشاں ہیں آپ ہی

خالق نے جس کو علمِ لدُنّی عطا کیا
وہ بے مثال صاحبِ عرفاں ہیں آپ ہی

خاکِ شفا حضور کے روضے کی خاک ہے
رشکِ مسیح و عیسیِ دوراں ہیں آپ ہی

کل شب چھک رہے تھے جو بزمِ حضور میں
محوی! وہ خوش نوا و غزل خواں ہیں آپ ہی؟

نذرِ اخلاص بحضور صلی اللہ علیہ وسلم

بندہ نواز! حاملِ قرآں ہیں آپ ہی
آئینہ دارِ عظمتِ انساں ہیں آپ ہی

معراج میں جو عرش پر اللہ سے ملا
اُس رتبۂ بلند کے شایاں ہیں آپ ہی

یہ بزمِ کائنات شبستانِ ناز ہے
اور اے حضورؐ! جانِ شبستاں ہیں آپ ہی

دنیا یہ کہہ رہی ہے کہ میں تھی تباہ حال
اب اس چمن میں جانِ بہاراں ہیں آپ ہی

پہنچے جو آپ خلد میں حوریں یہ کہہ اُٹھیں
ہم جس کو چاہتے تھے وہ مہماں ہیں آپ ہی

سائے میں جس کے پائینگے ہم حشر میں پناہ
وہ مہرباں، وہ رحمتِ یزداں ہیں آپ ہی

انسانیت کو ناز ہے جس ذاتِ خاص پر
وہ پیکرِ خلوص وہ انساں ہیں آپ ہی

برباد و خستہ حال ہے امت حضور کی
اب چارہ ساز اور نگہباں ہیں آپ ہی

تسکین دینے آئے اسیروں کو خواب میں
آرام جان و حاصلِ زنداں ہیں آپ ہی

آبِ دہن سے بخشی ہے کتنوں کو زندگی
محوی کے دردِ دل کا بھی درماں ہیں آپ ہی

ہدیۂ میلادِ مُبارک

محمدؐ مصطفےٰ اصلِ علیٰ کیا نام پیارا ہے
وہی اللہ کا محبوب اور آقا ہمارا ہے

وہی، کی جس نے ہر اک عاجز و بیکس کی غمخواری
وہی، جو بینواؤں اور یتیموں کا سہارا ہے

وہی، اُجڑی ہوئی محفل کو آ کر جس نے رونق دی
وہی، بگڑے ہوئے اخلاق کو جس نے سُدھارا ہے

وہی جس کے جمالِ جانفزا پر ناز خالق کو
وہی، جو قدسیوں کا اور فرشتوں کا دُلارا ہے

وہی جس نے مٹایا کُفرِ عالمگیر کو آ کر
وہی، جس نے جہاں کو نورِ ایماں سے سنوارا ہے

وہی، تاریکیاں کیں دور، جس نے شرک و بدعت کی
وہی، سورج بھی جسکے آگے اک مدّھم ستارا ہے

نگاہِ عدل میں جس کی گدا و شاہ یکساں تھے
حمایت جس نے کی مظلوم کی، ظالم کو مارا ہے

اُسی کے واسطے برپا ہوئی یہ محفلِ ہستی
وہی، جس کا زمیں سے آسمانوں تک اجارا ہے

کوئی انسان محوِ ہو شکارِ ظلم و بیدردی
کہاں اُس کی نگاہِ رحم و شفقت کو گوارا ہے

درودِ بے حساب اُس پر سلامِ بیشمار اُس پر
مری جانِ عزیز و کائناتِ دل نثار اُس پر

سرورِ دوجہاں

صلی اللہ علیہ وسلم

وہ محبوبِ خدا جس کا کرم اپنا سہارا ہے
نہ مانیں حکم اُس کا تو خسارا ہی خسارا ہے

وہی جس کی نگاہِ ناز ادب آموزِ عالم تھی
وہی جس کا تبسّم جانِ اخلاق و مدارا ہے

وہی جس نے دیا توحید کا پیغام دنیا کو
وہی، جس نے ہدایت کی طرف سب کو پکارا ہے

وہ آقا بندۂ درگاہ جس کے قیصر و کسریٰ
وہ مولا جس کے آگے ہیچ رستم اور دارا ہے

وہی، ہر بات جس کی کاتبِ تقدیر کا فرماں
حیات و موت جس کی ایک ابرو کا اشارا ہے

نہیں موقوف کچھ جنّ و ملک، حیوان و انساں پر
مطیعِ امر اُس کا ہر شجر، ہر سنگِ خارا ہے

عرب کیا ہے عجم کیا، ہند کیا ہے سارے عالم کو
اُسی نے پستی و ادبار و ذلّت سے اُبھارا ہے

وہی، کونین کو جس کی غلامی باعثِ عزّت
وہی آقا تمھارا ہے، وہی مولا ہمارا ہے

وہی، بیمارِ ہجراں کی دوا دیدار ہے جس کا
وہی، جس کی جدائی میں کہاں جینا گوارا ہے

وہی، اک بندۂ مہجور جس کا محویِ غمگیں
وہی محوی کہ جس نے جان و دل سب اُس پہ وارا ہے

درودِ بے حساب اُس پر، سلامِ بے شمار اُس پر
مری جانِ عزیز و کائناتِ دل نثار اُس پر

آقائے دوجہاں

عجم بھی، روم بھی، تھرّا اُٹھے تھے جنکی عظمت سے
لرزتے تھے شہنشاہِ زمانہ جن کی سطوت سے
وہ جس کی ہر ادا اک معجزہ باطل پرستوں کو
کہ جس کو دیکھ کر ایمان لے آئے مسرّت سے
کیا معمور یوں نورِ سعادت سے ہر اک دل کو
مٹے صدیوں کے کینے سینۂ اہلِ شقاوت سے
جہاں بے جان و بے ایماں تھا، اسکو زندگی بخشی
کیا تاراج شرک و کفر کو آئینِ حکمت سے
مٹائے مذہبوں کے تفرقے اور دوسے سارے
دلوں کو کھینچنے والی محبّت اور اُخوّت سے

کیا حلقہ بگوش اسلام کا ہر عقل والے کو
وفورِ رحم و شفقت سے خرد پرور نصیحت سے
اُٹھایا جہل کا پردہ بصیرت دی نگاہوں کو
نکالا سب کو نکبت سے، جگایا خوابِ غفلت سے
شرابِ معرفت سبکو پلا دی باتوں باتوں میں
دلوں کو کر دیا ذوقِ آشنا حق کی عبادت سے
نہ توڑے دشمنوں کے دل، زہے خُلقِ عظیم اُن کا
دُعائے مغفرت کرتے رہے کس حُسنِ نیّت سے
جہاں میں کوئی ایسا تھا نہ ہے محوی! نہ ہو سکتا
حقیقت ہے یہی، کہتا نہیں حُسنِ عقیدت سے
درود اُس پر، سلام اُس پر، خدا کی رحمتیں اُس پر
نثار اُس عالمِ کون و مکاں کی عظمتیں اُس پر

ذکرِ قدسیؐ

(۵)

وہ پیغمبر چھڑایا جس نے دنیا کو ضلالت سے
منوّر کر دیا ہر گوشۂ دل کو ہدایت سے
محمدؐ نامِ پاک اُن کا، لقب ہے مصطفےٰ اُن کا
اجالا نورِ وحدت کا ہوا جن کی ولادت سے
وہی جس نے دیا مژدہ بہارِ جاودانی کا
گلستانِ جہاں کو اپنے اعلانِ رسالت سے
وہی آتشکدے جس نے بجھائے خاک ایراں کے
کلامِ علم و حکمت سے، پیامِ لطف و رحمت سے

وہی ظلمت کدہ دنیا کا روشن کر دیا جس نے
کمالِ حُسنِ سیرت سے، کمالِ حُسنِ صورت سے
وہی جس کی نظر نے کر لیا تسخیر عالم کو
کیا مُردہ دلوں کو جس نے زندہ دینِ فطرت سے
وہی، ہر بات جس کی نسخۂ تسکینِ خاطر تھی
وہی سب دم بخود تھے جس کے اندازِ فصاحت سے
جو صدیوں میں نہ ہو سکتا، کیا وہ کام گھڑیوں میں
پلٹ دی ایک دم کایا جہالت کی صداقت سے
دیا انساں کو محوی درس اخلاص و محبت کا
دلوں کو کر دیا خالی کدورت اور عداوت سے
درود اُس پر، سلام اُس پر، خدا کی رحمتیں اُس پر
نثار اِس عالمِ کون و مکاں کی عظمتیں اُس پر

پیمانہ محمدؐ کا

قیامت تک رہے گردش میں پیمانہ محمدؐ کا
عجب میخانہ ہے یارب یہ میخانہ محمدؐ کا

نہ تھکتا ہے وفاؤں سے نہ ڈرتا ہے جفاؤں سے
مذاقِ عام سے عاشق ہے بیگانہ محمدؐ کا

اُلٹ دیں جس نے دم بھر میں صفیں ایران و روما کی
کبھی ایسا بھی تھا ایک ایک دیوانہ محمدؐ کا

کہاں وہ طور کا جلوہ، کہاں معراج کا عالم
وصالِ دوست تھا سب سے جداگانہ محمدؐ کا

جہاں کی سربلندی، دو جہاں کی ارجمندی ہے
بصیرت ہو تو سمجھو کیا ہے یارانہ محمدؐ کا

مرا دل طورِ سینا ہے نگاہیں میری موسیٰ ہیں
اِن آنکھوں میں ہے جب سے حسن جانانہ محمدؐ کا

ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ سے کوئی پوچھے
کہ تھا کس کیف سے لبریز پیمانہ محمدؐ کا

ہم آغوشِ جمالِ شاہدِ معنی ہیں جو آنکھیں
عیاں اُن پر ہے حسنِ بے حجابانہ محمدؐ کا

خوشا قسمت غمِ کونین سے فرصت ملی محوی!
ہوا جب دل اسیرِ گیسو و شانہ محمدؐ کا

افسانہ محمدؐ کا

سناؤں ہمنفس آ تجھ کو افسانہ محمدؐ کا
کہ دل روزِ ازل ہی سے ہے دیوانہ محمدؐ کا

زمیں مسند مگر پروانہ تھی کسریٰ و قیصر کی
تعالیٰ اللہ یہ تھا فقرِ شاہانہ محمدؐ کا

یہاں کی سرخوشی پر طور کی بیہوشیاں صدقے
یہ میخانہ ہے اے موسیٰ وہ میخانہ محمدؐ کا

عرب کا ذرّہ ذرّہ آجتک شارح ہے حدیث کی
کبھی گردش میں آیا تھا جو پیمانہ محمدؐ کا

پلٹ دی اک نظر میں جس نے کایا بزمِ ہستی کی
کوئی اعجاز تھا یا عزمِ مردانہ محمدؐ کا

نظر آئے جو شمعِ روضۂ انور اِن آنکھوں کو
پلک کر نذر کر دے جان پروانہ محمدؐ کا

نہ آنسو آنکھ کے تھمتے، نہ مٹتی ہے تڑپ دل کی
سنا ہے جب سے اِن کانوں نے افسانہ محمدؐ کا

قسم کھاتے ہیں اہلِ ہوش جس کے عقل و حکمت کی
خدا شاہد وہ فرزانہ ہے دیوانہ محمدؐ کا

نشاطِ ہر دو عالم کا اسے حاصل سمجھ محوی
عجب صہبا سے ہے لبریز پیمانہ محمدؐ کا

صنم خانہ محمدؐ کا

مرے دل میں ہے عکسِ حسنِ جانانہ محمدؐ کا
خدا آباد رکھّے یہ صنم خانہ محمدؐ کا

کہاں ہیں تشنۂ عرفاں، صلائے عام ہے آئیں
ابھی تک بزم میں قصّاں ہے پیمانہ محمدؐ کا

الٰہی اپنی اِس بیمائگی پر شرم آتی ہے
یہ جانِ زار بھی ہے کوئی نذرانہ محمدؐ کا

مُحبّت خون روتی ہے، تمنّا تلملاتی ہے
گریباں پھاڑ کر نکلا ہے دیوانہ محمدؐ کا

دکھادے کاش پھر اے انقلابِ دہر دنیا کو
جو تو نے ٹھاٹ دیکھا ہے فقیرانہ محمدؐ کا

دو عالم کی کشاکش سے مجھے آزادیاں بخشیں
ادا ہو کس زبان و دل سے شکرانہ محمدؐ کا

زمیں گردوں پہ چشمک زن ہے، گردوں سرنگوں غم سے
مدینے میں بنا ہے جب سے کاشانہ محمدؐ کا

نگاہیں عاشقوں کی تابِ نظّارہ نہ لاتی تھیں
یہ تھا حسنِ ازل، یا حُسنِ جانانہ محمدؐ کا

سرور و کیف سے لبریز ہو جاتا ہوں اے محوی
مجھے کوئی سناتا ہے جو افسانہ محمد کا

ہو خلد کو بھی رشک وہ منظر بنائینگے
دل میں شبیہہِ روضۂ انور بنائینگے

ہر ذرّہ جس کا روشنیٔ چشمِ طور ہو
یوں دل کو خاکِ راہِ پیمبر بنائیں گے

خلّاقِ کائنات کو تھا جس سے ربطِ خاص
اُس جانِ کائنات کو دلبر بنائیں گے

ہم نقشِ پائے یار پہ مل مل کے چشمِ شوق
ہر نکتہ رس نگاہ کو ششدر بنائیں گے

سو بار یاد کر کے رُخِ جاں نواز کو
ہر داغِ دل کو رشکِ گلِ تر بنائیں گے

ہم عاصیوں پہ خوب اُڑائیں پھبتیاں
اِن زاہدوں کو ہم لبِ کوثر بنائیں گے

لکھیں گے خونِ دل سے ہر اک لفظِ آرزو
یوں اپنے خطِ شوق کو دفتر بنائیں گے

معیارِ عشق، اور ذرا ہو تو لے بلند
ہم یاس کو امید کا ہمسر بنائیں گے

کچھ کھل تو جائیں زخم، ذرا آئے تو بہار
پھولوں کا آپ کے لیے زیور بنائیں گے

مل جائیگا ہمیں جو کہیں نامۂ حبیبؐ
ہم اُس کو جبرئیل کا شہپر بنائیں گے

طیبہ میں اپنی روح نکل جائیگی اگر
کیوں کر وہاں کی خاک کو بستر بنائیں گے

ہونے دو پائمال ہر اک دل کی آرزو
محوی! وفائے عشق کا محضر بنائیں گے

دل کو صفاتِ قدس کا مظہر بنائیں گے
ہم نورِ اوّلیں کا اُسے گھر بنائیں گے

لے تو چلے ہیں جانبِ طیبہ مرے نصیب
کیا اپنے وقت کا یہ سکندر بنائیں گے

للّٰہ رحم! ورنہ یہ بیتاب دل لوے
حالت مری کچھ اور بھی ابتر بنائیں گے

ہونے دو ہے جو ہر ورقِ زندگی سیاہ
وہ اک نظر میں رونقِ محشر بنائیں گے

معراج ہی میں ساتھ رہے وہ بھی تھوڑی دور
کیا آپ جبرئیل کو رہبر بنائیں گے

مانگے تو کوئی تشنہ دہن شربتِ مراد
قطرے کو اک نظر میں سمندر بنائیں گے

ہے اُن کا اسوۂ حسنہ جن کے سامنے
پھر کیا کسی کو اپنا وہ رہبر بنائیں گے

چھانو نگا خاک ہجر میں کبتک میں نامراد
آخر کب آپ میرا مقدر بنائیں گے

دیوانے اپنے یاد نہ آئیں گے کیا حضورؐ!
جب آپ اپنی زلفِ معنبر بنائیں گے

اعجازِ یک نگاہ بھی اُن کی نہیں بساط
جتنے بھی شعبدے یہ فسوں گر بنائیں گے

پڑ جائے اک نگاہ اگر خاکِ گور پر
ذرّوں کو مہر و ماہ، وہ یکسر بنائیں گے

محوی! ہے بارگاہِ رسالت میں تیری یاد
اُس آستاں کا تجھ کو سخن ور بنائیں گے

ہر شبِ غم جذبِ دل کا یہ اثر دیکھا کیے
جب لگی آنکھ آپ کو پیشِ نظر دیکھا کیے

ہر گُلِ داغِ جگر کو تازہ تر دیکھا کیے
اُس چمن میں ہم خزاں کو بے اثر دیکھا کیے

جس نظر نے تیرے در کی خاک چھانی تھی کبھی
ہر کٹھن منزل میں اس کو کارگر دیکھا کیے

آستانِ قدس میں آ کر جُھکے، جُھکتے نہ کیوں
آپ کے قدموں میں جوہر تاجِ سر دیکھا کیے

روضۂ جاناں نظر میں، لب پہ نامِ پاک تھا
کیا کہیں کیا نزع میں ہم بے خبر دیکھا کیے

لے لیا جب نام اُن کا، کر لیا جب اُن کو یاد
رنج میں بھی ہم مسرّت کا اثر دیکھا کیے

آپ کے در تک پہنچے، اس کی یہ پائی سزا

دیکھنا جو کچھ نہ تھا وہ عمر بھر دیکھا کیے

جان تھی ایمان کی یہ شانِ اصحابِ رسولؐ
اُن کی مرضی، اُن کا رُخ، اُن کی نظر دیکھا کیے

ہر قدم پر راہِ منزل، حاصلِ منزل بنی
معجزے کیا کیا تھا رے ہم سفر دیکھا کیے

راہِ جاناں، راحتِ جاں، جانِ ایماں بن گئی
بارشِ ابرِ کرم ہر گام پر دیکھا کیے

شکر آنکھوں کا کہ تھے ہم نزع میں بھی ہوشیار
ہے جدھر وہ خواب گاہِ ناز اُدھر دیکھا کیے

یاس کو عشقِ محمدؐ نے نہ پاس آنے دیا
ظلمتِ شب میں بھی ہم نورِ سحر دیکھا کیے

روئے انور سے نظر محوی ہٹی دم بھر تو کیا
دیدۂ و دل سوئے بوبکرؓ و عمرؓ دیکھا کیے

چشمِ ساقی کوثر و تسنیم پر دیکھا کیے

پینے والے پی رہے تھے، ہم اُدھر دیکھا کیے

کس مزے سے روضۂ خیر البشر دیکھا کیے

دیکھنے والوں کا ہم حُسنِ نظر دیکھا کیے

وجد سا تھا دل پہ طاری آنکھ سے آنسو رواں

یوں درِ اقدس کو ہم آٹھوں پہر دیکھا کیے

اہلِ ظاہر کی نظر اُس تک پہنچتی کیا مجال

جو تجلّی آپ کے آشفتہ سر دیکھا کیے

پھول تھا ہر ذرّہ خاکِ پاکِ طَیبہ کا مگر

ہوش چُننے کا کسے تھا، بے خبر دیکھا کیے

اس تمنّا میں کہ پائیں نقشِ پا تو چوم لیں

تیرے دیوانے تری ہر رہگذر دیکھا کیے

یہ دیارِ پاک کی گلیوں کا دیکھا معجزہ
شوق بڑھتا ہی رہا، ہم جس قدر دیکھا کیے

گلشنِ طیبہ میں ذکرِ آتشِ نمرود کیا
بجلیوں کو بھی یہاں ہم بے اثر دیکھا کیے

بزمِ انجم، بزمِ گل، نظروں سے خود گر جائیگی
روضۂ انور کو روزانہ اگر دیکھا کیے

دولتِ ایماں سے جن کی قسمتیں محروم تھیں
اپنے ہاتھوں وہ شقی، راہِ سقر دیکھا کیے

ہر کرشمہ دامنِ دل کھینچتا تھا کفر کا
دیکھ تو سکتے نہ تھے دشمن، مگر دیکھا کیے

مدّتوں محوی رہے سلطان اُس در کے فقیر
حاصلِ پا بوسیِ خیر البشر دیکھا کیے

عشقِ احمدؐ کے کرشمے عمر بھر دیکھا کیے
اپنی رگ رگ میں انھیں کو جلوہ گر دیکھا کیے

اِس تغافل پر لہو روئینگی آنکھیں حشر تک
قافلے جاتے رہے، ہم بے خبر دیکھا کیے

چارہ سازِ غم بھی تھے، وہ ہادیِ عالم بھی تھے
ہر نظر میں اُن کی ہم سو سو اثر دیکھا کیے

خوفِ طوفاں، فکرِ ساحل، رنجِ منزل کس کو تھا
ہم تو کشتی چھوڑ کر، ان کی نظر دیکھا کیے

زور کیا چلتا کسی کا، زورِ حق کے سامنے
دینِ حق بڑھتا رہا، سب فتنہ گر دیکھا کیے

جو نہ سمجھے عظمتِ شانِ رسالت آپ کی
عمر بھر کیا، حشر تک رنج و ضرر دیکھا کیے

ہر نظر اعجاز، ہر قولِ نبیؐ الہام تھا
کتنی حیرت سے جہاں کے دیدہ ور دیکھا کیے

تابعِ فرماں، زمین و آسماں، لیل و نہار
یہ تماشے رات دن، شمس و قمر دیکھا کیے

رحمتِ عالم کی اس بیکس نوازی پر نثار
عیب سب دیکھا کیے، اور وہ ہنر دیکھا کیے

اللہ اللہ وہ جمالِ جانفزا، جانِ بہار
پڑ گئی جن کی نظر، وہ عمر بھر دیکھا کیے

دیکھتا کیا ہوں کہ اک دن خواب میں آ کر حضورؐ
پیار سے پہروں مرے زخمِ جگر دیکھا کیے

اپنی دنیا مختصر، اپنی تمنا مختصر
صبح سے تا شام وہ روضہ وہ در دیکھا کیے

ہم کہاں مخموری، کہاں وہ شانِ بوبکرؓ و بلالؓ
جلوۂ محبوب جو شام و سحر دیکھا کیے

چارہ گر پہروں مرے زخمِ جگر دیکھا کیے
کیا وہ اِن میں جلوۂ خیر البشر دیکھا کیے

قبر سے اُٹھے تو امیدِ شفاعت میں اُٹھے
وہ جدھر تھے حشر والے بس اُدھر دیکھا کیے

جذبِ دل نے جب دیارِ دوست تک پہنچا دیا
ہائے ہم کس شوق سے ہر بام و در دیکھا کیے

اللہ اللہ وہ شبِ معراج بھی کیا رات تھی
عرش والے کیا کہیں، کیا عرش پر دیکھا کیے

روضۂ پاک آپ کا تھا، طور کا جلوہ نہ تھا
پیاس کیا بجھتی اگر آٹھوں پہر دیکھا کیے

تم کو پا کر دولتِ کونین کو ٹھکرا دیا
ناز سے پھرا اپنا ہم ذوقِ نظر دیکھا کیے

ہر قدم پر سرنگوں ہوتے رہے اعدائے دیں

ہر جگہ وہ جلوۂ فتح و ظفر دیکھا کیے

جیسے کوئی عمر بھر کا تشنہ، اور آبِ حیات

حشر میں ہم یوں رُخِ خیر البشر دیکھا کیے

عظمتِ دارا و جم، اُس کی نظر میں خاک تھی

جو گدائی میں تمھارا کرّ و فر دیکھا کیے

زندگی اُن کی محبت، اُن کی قسمت، اُن کی ہے

جو ترا ہی ہر اشارہ، ہر نظر دیکھا کیے

کس مزے سے جان دی ہے آپ کے بیمار نے

چارہ گر دیکھا کیے، دیوار و در دیکھا کیے

اُن کے ہر ارشاد پر جانیں جو کرتے تھے نثار

کچھ بتائیں تو زباں میں کیا اثر دیکھا کیے

نزع میں بالیں پہ محوِ آرہی تھی بوئے دوست

کتنی بیتابی سے راہِ نامہ بر دیکھا کیے

ناخدا وہ اپنی کشتی کا اگر ہو جائیگا
طے بآسانی محبّت کا سفر ہو جائیگا

دل سے جو بھی پیروِ خیر البشر ہو جائیگا
وہ زمین و آسماں کا تاجِ سر ہو جائیگا

جلوۂ احمدؐ کا نظّارہ اگر ہو جائیگا
دیکھنے والا عزیزِ ہر نظر ہو جائیگا

فکرِ منزل، دوریِ ساحل بھی کوئی چیز ہے
پار ہے بیڑا اشارہ بھی اگر ہو جائیگا

دل میں اُن کی یاد، لب پر ذکرِ اُن کا صبح و شام
خود بخود پیدا دعاؤں میں اثر ہو جائیگا

خاکِ طیبہ کو بنا لیگا جو سُرمہ آنکھ کا
وہ یقیناً اس چمن کا دیدہ ور ہو جائیگا

باغ بن جائینگے صحرا، خاک بن جائینگے پھول
اک شارہ چشمِ احمدؐ کا جدھر ہو جائیگا

ذرّہ ذرّہ دل کا بن جائیگا رشکِ آفتاب
پرتوِ حسنِ نبیؐ جب جلوہ گر ہو جائیگا

آسماں والے جھکینگے اُسکی عزّت کے لیے
بندۂ درگاہِ احمدؐ جو بشر ہو جائیگا

فکرِ مرہم کیوں کریں ہم، چارۂ غم کیوں کریں
حالِ دل کا آئینہ زخمِ جگر ہو جائیگا

ہم مدینے میں ہوں محوی! اُن کا روضہ سامنے
خود بخود پھر قصّۂ غم مختصر ہو جائیگا

سوزِ دل میں جب کبھی پیدا اثر ہو جائیگا
ہر فغاں بجلی، ہر اک نالہ شرر ہو جائیگا

اک اشارہ بھی کرم کا گر ادھر ہو جائیگا
سرنگوں گردوں بھی مجھ کو دیکھ کر ہو جائیگا

اپنی آنکھیں اُن کے تلووں سے ملوں گا بار بار
میرے دل کا مدعا پورا اگر ہو جائیگا

رحمۃٌ للعالمیں ہیں آپ اس میں شک نہیں
کامیاب اک دن مرا ذوقِ نظر ہو جائیگا

دل کو یہ کیونکر گوارا ہو کہ بھیجوں کچھ پیام
میں یہاں غمگیں، وہاں خوش نامہ بر ہو جائیگا

میری آنکھیں دیکھ لیں گی روضۂ انور ضرور
نالۂ دل رفتہ رفتہ کارگر ہو جائیگا

یا نبی کب تک مری محرومیاں، ناکامیاں
دیکھیے ناسور ہر زخمِ جگر ہو جائیگا

اے مدینے جانے والو! تم تو پہنچو گے اُدھر
جانتے ہو حال میرا کیا اِدھر ہو جائیگا

اپنی پلکوں سے کرینگے صاف ہم راہِ حضورؐ
اُس دیارِ پاک میں جس دن گذر ہو جائیگا

اللہ اللہ ہو گا کیا عالم دلِ بیتاب کا
میرا گھر جب روضۂ انور کا در ہو جائیگا

اک نظر اُس پر جو پڑ جائے رسولِ پاک کی
خود ہی محوی! دیدۂ دل حق نگر ہو جائیگا

یہ منظر اُن کے در پر دیکھنے میں بار بار آئے
گئے بھر بھر کے جھولی جو یہاں امّیدوار آئے

ذرا پوچھو تو کیا کہتی ہیں اب کونین کی آنکھیں
تمنّا تھی کہ قدرت کا انوکھا شاہکار آئے

نظامِ گلشنِ ہستی ترا جس نے بدل ڈالا
جو ممکن ہو تو یارب پھر وہی جانِ بہار آئے

یہ احساں اپنی جنّت پر ہے یا اپنے جہنّم پر
اُنھیں بھیجا، جو بنکر عاصیوں کے غمگسار آئے

ہنسینگے غنچہ و گل، اور شبنم مُنھ پہ تھوکیگی
کبھی طیبہ کی گلیوں میں نہ اتراکر بہار آئے

محبّت میں متاعِ ہوش کی قیمت نہیں کوئی
ہوئے بے ہوش اک جلوے میں جتنے ہوشیار آئے

نہ سر اُس در سے اُٹھیگا، نہ دل یثرب سے نکلیگا
وہ محشر ہو کہ رضواں، جس کا جی چاہے پکار آئے

مرے اُس خواب پر بیداریاں کونین کی صدقے
نظر جس خواب میں وہ روئے انور بار بار آئے

یہ دیکھا معجزہ "الفقر فخری" کا بھی دنیا نے
فقیرِ بے نوا کے در پہ کتنے تاجدار آئے

یہ نکتہ مجھ سے سُن لیجے محمدؐ اس کو کہتے ہیں
بشر کے بھیس میں جو رحمتِ پروردگار آئے

نظر آنے لگیں وہ سرحدیں محوی مدینے کی
رُکیں کچھ اب تو آنسو، اب تو دل کو کچھ قرار آئے

64152

(۳)

عجب کیا ہے جو یہ داغ جدائی سازگار آئے
بنے دل باغ جنّت اور وہ جانِ بہار آئے

جلا دیں گے اُسے بھی دل جلے عاشق محمدؐ کے
لپک کر اِس طرف ہرگز نہ برقِ بے قرار آئے

نہ دل بدلا، نہ ہم بدلے، نہ یہ افسردگی بدلی
بدل دے یہ نظامِ عشق، کاش ایسی بہار آئے

مدینے کی طرف رُخ کر کے رکھنا مجھ کو تربت میں
کبھی شاید سکوں اس دل کو، آنکھوں کو قرار آئے

مچی یہ دھوم، پہنچے خلد میں جب اُن کے متوالے
کہاں ہیں ساقیِ کوثر، پُرانے بادہ خوار آئے

کسی کی یاد، اور دل پر یہ عالم کیف و مستی کا
نہ آیا ہوش میں، جنّت کے درباں بھی پکار آئے

نگاہیں بھی چُرائیں تو محبّت اُن میں پنہاں تھی
یہ اُن کی وہ ادا ہے، جس پہ دل بے اختیار آئے

نہ تھا سرمایہ کوئی اُن کے قدموں میں لٹانے کا
گئے اُس در پہ لیکن ہم بہت ہی شرمسار آئے

لہو روتی ہیں آنکھیں فرقتِ آقا میں اے محوی
کبھی تو مرہمِ زخمِ جگر لے کر بہار آئے

(۲)

یہ حالت تھی کہ لب پر ہر نفس میں جانِ زار آئے
ترے در تک بڑی مشکل سے تیرے جاں نثار آئے

غمِ فرقت کے دن بھی مرحبا کیا سازگار آئے
تصوّر میں وہ آئے اور محوی بار بار آئے

اِسی اُمید پر جیتے ہیں دیوانے محمدؐ کے
مدینے سے کبھی شاید نسیمِ خوشگوار آئے

یہ عالم روضۂ اقدس پہ اِن آنکھوں نے دیکھا ہے
ہزاروں اشکبار آئے، ہزاروں دل فگار آئے

یہی وہ پھول ہے، جو زینتِ باغِ دو عالم ہے
ادب کے ساتھ آئے، جب مدینے میں بہار آئے

حسین ایسا بھی دیکھا ہے کوئی دنیا کی نظروں نے
کہ جس کو دیکھ کر چشمِ مشیّت کو بھی پیار آئے

یہ پوچھوں دوڑ کر، کیسی ہیں سب گلیاں مدینے کی
کوئی جھونکا جو تیرا اے نسیمِ مشکبار آئے

تمھارے عاشقوں کو دیکھ کر دنیا پکار اُٹھی
محبت ہے وہی جو اس طرح بے اختیار آئے

ملیں روضے سے آنکھیں، دل کو سونپا ان کے قدموں میں
خدا کا شکر ہے ہم کامیاب و کامگار آئے

مذاقِ جذبۂ دل تم نے دنیا کا بدل ڈالا
گئے تھے بن کے جو دشمن، وہ ہو کر دوست دار آئے

جدائی میں بھی اُن کی یادِ جانِ زیست ہے محوی
خزاں میں بھی وہ آئے تو باندازِ بہار آئے

جبینِ عرش پہ مرقوم نام کس کا تھا
مرے حضور! یہ اعلیٰ مقام کس کا تھا

صفِ جہاد میں دن کو، تو شب کو سجدوں میں
یہ اُسوۂ حسنہ، یہ نظام کس کا تھا

حضور پہنچے تو ہنس ہنس کے کہتی تھیں حوریں
کھُلا یہ آج کہ دارالسّلام کس کا تھا

یہ مہر و ماہ، یہ تارے غریب کیا جانیں
وہ نورِ دیدۂ بدرِ تمام کس کا تھا

سب انبیاء و رسل مقتدی ہوئے جس کے
بتاؤں کیا شبِ اسرا امام کس کا تھا

جہاں پہنچ نہ سکے جبرئیل کے شہپر
وہ راہِ شوق میں پہلا مقام کس کا تھا

چلا جو دَور تو کونین جگمگانے لگے
جمالِ نور سے لبریز جام کس کا تھا

ملک بھی دیکھ کے حیراں، فلک بھی لرزاں تھے
وہ حسنِ جلوۂ بالائے بام کس کا تھا

نیاز و ناز کے سب امتیاز ختم ہوئے
حریمِ خاص میں لطفِ عام کس کا تھا

پلک جھپکتے ہی طے تھے مقامِ شوق و طلب
یہ عزم لے شہِ گردوں خرام کس کا تھا

عرب کے بادیہ پیما ہوئے جہاں پیما
یہ فیضِ حوصلۂ تیز گام کس کا تھا

وہ سجدہ گاہِ تمنّا وہ آستانِ حضور
مری جبیں کا نہ تھا تو مقام کس کا تھا

ازل سے تا ابد مہر و ماہ بن کے رہا　　نگینِ دل پہ یہ نقشِ دوام کس کا تھا
ہوئے صنم کدے ویران جہل و نخوت کے　　بنامِ فکر و نظر یہ پیام کس کا تھا

تری بساط کہ نعتِ رسولِ پاک کہے
تجھے خبر بھی ہے محوی یہ کام کس کا تھا

(۲)

یہ سر پہ تاج علیک السلام کس کا تھا　　رسولِ پاک وہ خیر الانام کس کا تھا
محمدؐ عربی، ہاشمی و مطلبی　　ترے سوا یہ لقب اور نام کس کا تھا
یہ گریۂ سحری، نالہائے نیم شبی　　مرے سوا تری فرقت میں کام کس کا تھا
درِ حضور پہ میں ہوں، بتا اب اے ناصح　　مرا تھا یا ترا، سودائے خام کس کا تھا
کہاں بلال، کہاں مجھ سا خاکپائے بلال　　ادا شناس وہ عالی مقام کس کا تھا
یہ کس کی یاد ستاتی رہی مجھے دن رات　　درود و وردِ زباں صبح و شام کس کا تھا
اُسی کے نور سے آغازِ کائنات ہوا　　اور اس سے پہلے زمانے میں نام کس کا تھا
شفیعِ اُمت و خیر الوریٰ امامِ رسُل　　یہ وصف کس کے یہ اعلیٰ مقام کس کا تھا

عرب کی خاک کا ہر ذرّہ زر بکف ہے آج
یہ کس کا حسنِ نظر، فیضِ عام کس کا تھا

سوائے طالب و مطلوب کوئی آ نہ سکے
حریمِ قدس میں یہ احترام کس کا تھا

مدینہ نام ہے جس کا جہاں ہے روضۂ پاک
خبر بھی ہے تمھیں دیوانِ عام کس کا تھا

دلیلِ راہِ محبّت، رفیقِ منزلِ شوق
وظیفہ روز صلوٰۃ و سلام کس کا تھا

شکوہِ قیصر و کسریٰ سے یہ کوئی پوچھے
گرا جو ایک نظر میں وہ بام کس کا تھا

حجاب اُٹھ گئے دونوں جہاں کے آنکھوں سے
کلامِ پاک یہ کس کا پیام کس کا تھا

بتا دوں فخر سے محشر میں نام حضرت کا
جو کوئی پوچھے کہ محوی غلام کس کا تھا

روشن حقیقت

کسے انکار ہو سکتا ہے اس روشن حقیقت سے
کہ دنیا جگمگا اُٹھی ترے نورِ رسالت سے

مٹا دی دشمنی صدیوں کی اعجازِ صداقت سے
دلوں کو بھر دیا نورِ اُخوّت رنگِ وحدت سے

عجب انداز تھے اُن کے عجب اعجاز تھے اُن کے
جھکا دیں سرکشوں کی گردنیں آئینِ حکمت سے

یہی ہے حاصلِ کونین سرمایہ مرے دل کا
کبھی خالی نہ ہو یارب محمدؐ کی محبت سے

مثال آدم سے لیکر آج تک ایسی نہیں ملتی
کہ یوں کایا پلٹ دی ہو کسی نے عزم و ہمت سے

خدارا جلد پہنچا دیجیے مجھ کو مدینے میں
درِ اقدس پہ رکھدوں میں جبیں فرطِ عقیدت سے

تعالی اللہ ہے پیشِ نظر وہ جلوۂ رعنا
جگایا جس کی تابش نے جہاں کو خوابِ غفلت سے

جنھیں تھا شکوہ قسمت وہ اپنی جھولیاں بھر لیں
جمالِ خُلقِ حضرت سے، کمالِ آدمیت سے

مبارک آسماں والو، مبارک اے زمیں والو
زمانہ روشنی لیتا ہے اُن کی ہر ہدایت سے

متاعِ علم و حکمت کس قدر ارزاں ہوئی یارب
فلک والے زمیں کو دیکھتے ہیں سخت حیرت سے

زہے قسمت سرِ محوی ہے اب اُس آستانے پر
بڑا رتبہ ملا اک بے نوا کو اُن کی مدحت سے

شانِ رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم

عجب شانِ شاہِ اُمم دیکھتے ہیں
ملائک کو بھی سر بہ خم دیکھتے ہیں

وہ مہمانِ یزداں کہ فرطِ ادب سے
فلک کو بھی زیرِ قدم دیکھتے ہیں

جلال و جمالِ خدا کے نظارے
تری ذاتِ اقدس میں ہم دیکھتے ہیں

زمیں سے فلک تک، بشر سے ملک تک
رواں بحرِ فیض و کرم دیکھتے ہیں

وہ ہوں عرش و کرسی کہ لوح و قلم ہوں
جمالِ نبی ان میں ہم دیکھتے ہیں

پیمبر ہیں سب رونقِ بزم لیکن
اُنھیں سب میں ہم محتشم دیکھتے ہیں

مہ و مہر و انجم بتائیں خدا را
کہ اب کیا وہ شانِ حرم دیکھتے ہیں

سہارا دہ دیتے ہیں طوفانِ غم میں
جہاں ڈگمگاتے قدم دیکھتے ہیں

نہ جانیں ہوئیں ہم سے کیا کیا خطائیں
اِدھر آج کل آپ کم دیکھتے ہیں

شہیدانِ دینِ نبیؐ کا یہ رُتبہ
کہ دیدارِ حق و مبدم دیکھتے ہیں

چلے ہم مدینے کو یوں والہانہ
خوشی دیکھتے ہیں نہ غم دیکھتے ہیں

غمِ مصطفےٰؐ میں یہ روتی ہیں اتنا
کہ آنکھوں میں اکثر ورم دیکھتے ہیں

پہنچکر رہیں گے مدینے میں محوی
یہ دم خم ابھی دل میں ہم دیکھتے ہیں

مدینۂ رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم

مدینے کو رشکِ ارم دیکھتے ہیں
وہ جلوہ خدا کی قسم دیکھتے ہیں

جہاں اُن کے نقشِ قدم دیکھتے ہیں
وہاں نور ہی نور ہم دیکھتے ہیں

یہ روضے کی شوکت یہ رحمت خدا کی
کہاں ہیں یہ منظر جو ہم دیکھتے ہیں

یہ وہ بارگاہِ نبوّت ہے جس میں
تکلّف، نہ جاہ و حشم دیکھتے ہیں

عجب دل نوازی عجب دل بری ہے
غریبوں کو بھی محترم دیکھتے ہیں

یہاں تو امیری فقیری ہے یکساں
کہ شاہ و گدا کو بہم دیکھتے ہیں

وہ "الفقر وفخری" کا کیا راز جانیں
جو ناداں حشم اور خدم دیکھتے ہیں

رسولِ مکرّم ہیں خلقِ مجسّم
یہاں تو کرم ہی کرم دیکھتے ہیں

یہ شانِ مروت ہے جانِ نبوت
کرم کر کے لطف و ستم دیکھتے ہیں

یہ ایمان اپنا یہ عرفان اپنا
کہ روضے میں شانِ حرم دیکھتے ہیں

مدینے کی گلیاں ہیں جانِ بہاراں
انھیں رشکِ خلدِ ارم دیکھتے ہیں

یہی منزلِ وحی و روح الامیں ہے
یہیں جلوہ ہائے حرم دیکھتے ہیں

یہ رعنائیاں ہیں مدینے کی محوی
کہ دنیا میں فردوس ہم دیکھتے ہیں

اعجازِ رسولؐ صلی اللہ علیہ وسلم

رُخِ مصطفیٰ دم بدم دیکھتے ہیں
مقدر کی خوبی یہ ہم دیکھتے ہیں

ہمیں ہیں کے شاہ امم دیکھتے ہیں
ہم ان کی نگاہ کرم دیکھتے ہیں

عجب معجزے اُن کے ہم دیکھتے ہیں
کہ سرہوش مندوں کے خم دیکھتے ہیں

جھپک جاتی ہیں سرکشوں کی نگاہیں
وہ جب دینِ حق کا علم دیکھتے ہیں

اُٹھاتے ہیں سر جو رعونت کے بندے
وہ بدبخت راہِ عدم دیکھتے ہیں

یہ تاثیر چشمِ عتاب اللہ اللہ!
شکستہ سرِ ہر صنم دیکھتے ہیں

یہ انداز اُن کا یہ اعجاز اُن کا
ادب سے عرب اور عجم دیکھتے ہیں

دو عالم کا آئینہ اُن کی نظر ہے
خردمند کب جام جم دیکھتے ہیں

اس اُمت کا رتبہ کوئی اُن سے پوچھے
جو افسانہ ہائے اُمم دیکھتے ہیں

جو پروانے ہیں شمعِ حُسنِ نبی کے
وہ الطافِ رب دمبدم دیکھتے ہیں

وہ ہیں محوِ حیرت جو اُمت کی خاطر
حضورؐ آپ کا ظرفِ غم دیکھتے ہیں

وہ عالم ہے یا دنبی میں کہ محوی!
جو دیکھا نہ جائے وہ ہم دیکھتے ہیں

جدھر ہنس کے شاہِ اُمم دیکھتے ہیں
اُدھر رحمتِ عام ہم دیکھتے ہیں

حبیبِ خدا کی نوازش کے صدقے
اُنھیں خواب میں روز ہم دیکھتے ہیں

اُنھیں کی تمنّا اُنھیں کا تصوّر
اُنھیں کی طرف دمبدم دیکھتے ہیں

وہ تعلیم صبر و رضا دی ہے ہم کو
نہ دُکھ دیکھتے ہیں نہ غم دیکھتے ہیں

مسیحا ہے حُسنِ تبسّم نبیؐ کا
کہ اب دردِ دل کم سے کم دیکھتے ہیں

دُرود اُن پہ بھیجیں تو رَد ہوں بلائیں
جو دُنیا کے رنج و الم دیکھتے ہیں

بڑے کرب میں ہیں حسد کرنے والے
کہ رگ رگ میں اب نیشِ غم دیکھتے ہیں

غمِ دو جہاں عشقِ احمدؐ میں کیا ہے
اُسے نقش برآب ہم دیکھتے ہیں

جو معراج میں تم نے دیکھے ہیں جلوے
وہ معراج کی رات ہم دیکھتے ہیں

جنھیں دولتِ چشمِ باطن ملی ہے
وہ سیرِ وجود و عدم دیکھتے ہیں

مجاہد اُترتے ہیں جس معرکے میں
وہ فتح و ظفر دمبدم دیکھتے ہیں

نہ دار و رسن ہیں نہ دارالمحن ہے
یہاں سب کو آزاد ہم دیکھتے ہیں

دیے درس وہ علم و حکمت کے تم نے
اس اُمّت کو خیر الامم دیکھتے ہیں

صحابہ کی رفعت بیاں کیا ہو محوی
کہ قدموں میں ہم تاجِ جم دیکھتے ہیں

(نظمیں، خمسے، رباعیات وغیرہ)

بارگاہ رسالت میں

—— (۱) ——

وہی نبی کہ جس کا فیض ایک فیضِ عام ہے
وہی نبی کہ جس کا لطف، رحمتِ دوام ہے
وہی نبی کہ جس کی ذات، نازشِ انام ہے
وہی نبی کہ جس کا ذکر لب پہ صبح و شام ہے
وہی نبیؐ زباں کا ورد جس کا پاک نام ہے
وہی نبیؐ، ہدایت و رشاد جس کا کام ہے
وہی نبی جو دو جہاں کا سرور و امام ہے
وہی کہ محوی حزیں بھی جس کا اک غلام ہے

سلام اُس رسول پر
درود اُس حبیب پر

(۲)

وہی نبی کہ جس کا ذکر حلِّ مشکلات ہے
وہی نبی کہ جانفزا ہر ایک جس کی بات ہے
وہی نبی کہ جس کا عشق نازشِ حیات ہے
وہی نبی کہ جس کی ذات وجہِ کائنات ہے
وہی نبی جو ناخدائے کشتیٔ نجات ہے
وہی کہ رحمتِ عمیم جس کی پاک ذات ہے
شفیعِ مذنبین ہے، شفیعِ مذنبات ہے
بہشتِ خلد ایک جس کی چشمِ التفات ہے

سلام اُس رسول پر
درود اُس حبیب پر

(۳)

وہ جس کو خاتمِ رسل کا مرتبہ نصیب ہے

بتائی جس نے راہ وہ، خدا سے جو قریب ہے
جہاں میں وہ پیامِ حق و صدق کا نقیب ہے
ہر ایک اس کا معجزہ عجیب ہے، غریب ہے
عقیل وہ کہ جس پہ دنگ عقلِ ہر لبیب ہے
خطیب وہ کہ جس کے آگے ہیچ ہر خطیب ہے
ادیب وہ کہ خوشہ چین، جس کا ہر ادیب ہے
گدا اُسی کے در کا ہر امیر اور غریب ہے

سلام اُس رسول پر
درود اُس حبیب پر

دربارِ نبوّت میں

—(۱)—

وہی نبی جو حاملِ لوائے ذو الجلال تھا
وہی کہ جو پیمبرِ خدائے لایزال تھا
وہی نبی جو مظہرِ صفاتِ بے مثال تھا
وہی نبی جو بدر اور ہر نبی ہلال تھا
جو صاحبِ جلال تھا جو صاحبِ جمال تھا
غمِ فلاحِ قوم میں عجیب اس کا حال تھا
جہاں ہو پاک کفر سے بس اک یہی خیال تھا

سلام اُس رسول پر
درود اُس حبیب پر

(۳)

وہی نبیؐ خدا کا جو حبیب اور خلیل تھا
جہاں میں جس کا حُسنِ خُلق و خلقِ بے عدیل تھا
جو بزمِ کائنات کا پیمبرِ جلیل تھا
جو بارگاہِ حق میں اپنی قوم کا وکیل تھا
جو خود ہی اپنے صدق اور حق کی ایک دلیل تھا
شفاعت و نجات کا جو حامی و کفیل تھا
وہ جس کا ایک رازدارِ روحی جبرئیل تھا
نظر میں جس کے قیصر و ہرقل تک ذلیل تھا

سلام اُس رسول پر
درود اُس حبیب پر

(۴)

وہی نبی کہ اک جہاں کو جس کا انتظار تھا
وہی نبی پیام جس کا مژدۂ بہار تھا

جو باغ دہر کے لیے نسیمِ خوشگوار تھا
دہی بنی، خدا سے جس کا رشتہ استوار تھا
وہ جس کا اک رفیقِ خاص، ہم جلیسِ غار تھا
عمرؓ بھی جس کی بزمِ مے کا ایک بادہ خوار تھا
وہ جامعِ کتابِ حق بھی جس کا غم گسار تھا
علیؓ مرتضٰی بھی جس کا ایک جاں نثار تھا
وہ جس کے آگے سرنگوں ہر ایک تاجدار تھا
ہلا دیا حکومتوں کو جس کا یہ وقار تھا

سلام اُس رسول پر
درود اُس حبیب پر

(۱)

التجائے کرم

بحضور صلّی اللہ علیہ وسلم

تمھارے ہی تو دم قدم سے ہے یہ ساری روشنی
تمھارے ہی لیے تو ہے یہ ساری انجمن سجی
زمیں تمھارے ہی قدم سے رشکِ خلد بن گئی
وہ جس نے آکے پیکرِ جہاں میں روح پھونک دی

حبیبِ کبریا ہو تم
تمھیں تو ہو مرے نبی

جو تم پہ لے نبی ہوا، دل اور جان سے فدا
وہی جہاں میں کامیاب اور سرخرو رہا
حیاتِ بے ثبات کا اسی کو کچھ مزہ ملا
مجھے بھی بس تمھارے ہی کرم کا اب ہے آسرا

امامِ انبیا ہو تم
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

زباں کو جرأتِ بیاں نہیں وہ اضطراب ہے
کہ خوشگوار زندگی بھی اب مجھے عذاب ہے
تمھاری یاد ہی میں دل تباہ ہے، خراب ہے
تمھارے ہجر میں جیوں، کہاں مجھے یہ تاب ہے

جنابِ مصطفیٰؐ ہو تم
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

بتاؤں آہ کیا کسی کو جو جگر کا حال ہے
ہر ایک زخم وہ کہ غیر ممکن اندمال ہے
سلام ایسی زندگی کو جس کا یہ مآل ہے
زباں پہ لاؤں شکوۂ الم، کہاں مجال ہے

پیمبرِ خدا ہو تم
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

جو یہ غم و ملال ہوں تو دل سکوں سے کیا رہے
جو چشم تر سے رات دن بس ایک جوئے خوں بہے
یہ محوی حزیں کہاں تک، ایسے درد دُکھ سہے
سوا تمھارے اور کس سے اپنا حالِ دل کہے

رسولِ دوسرا ہو تم
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

(۲)

عرضِ حال

بحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم

جگر میں داغ ، دل میں زخم، اُف مجھے یہ کیا ہوا
تلاطم ایک حسرتوں کا سینے میں ہے اب بپا

یہی ہجومِ آرزو جو ہے تو آہ میرا دل چلا
تمہارے ہاتھ میں ہے اب مری بقا، مری فنا

تمہیں تو ہو مرے نبیؐ
تمہیں تو ہو مرے نبیؐ

مژہ پہ اشکِ لالہ گوں، نہیں یہ دل کا خون ہے
مگر ستم زدہ کو یہ نجات کا شگون ہے

کہاں تمھارے غم میں، میری جان کو سکون ہے
دوا ہے خاکِ طیبہ، جس کی وہ مرا جنون ہے

تمھیں تو ہو مرے نبیؐ
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

یہ آفتیں غمِ حبیب! ایک جاں نثار پر
خدا کے واسطے نہ ڈھا جفا، وفا شعار پر

خدا کے واسطے نہ ہوں ستم دلِ فگار پر
خدا کے واسطے کرم ہو میرے حالِ زار پر

تمھیں تو ہو مرے نبی
تمھیں تو ہو مرے نبی

نہیں ہے خیر جان کی، یہ غم جو کچھ دنوں رہا
کہ بڑھتے بڑھتے ہو گیا ہے دل کا درد جانگزا

عطا ہو آج تو حضورؐ درد ہجر کی دوا
کرو کچھ اب تو رحم و لطف سُن کے میرا ماجرا
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

مری طرح جہان میں، کوئی جیے تو کیا جیے
کہ بے شمار جرم اور رات دن گنہ کیے

نگاہ سوئے روضہ ہے بصد ادب اسی لیے
سوا تمھارے اور کون چاکِ زخمِ دل سیے
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

نصیب ہوں وہ عیش کیا، جو چاہتا ہے میرا دل
کہ میرا عشق خام اور میرا شوق مضمحل
مگر ہوں اپنے جُرم اور معصیت پہ منفعل
جو چاہو تم تو ہوں ابھی جگر کے زخم مندمل
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

التماسِ ادب

بحضور صلی اللہ علیہ وسلم

حلیم بھی رؤف بھی رحیم بھی تمھیں تو ہو
نذیر بھی، بشیر بھی، کریم بھی تمھیں تو ہو
نسیمِ باغِ خُلد کی شمیم بھی تمھیں تو ہو
کہ بارگاہِ خاص کے ندیم بھی تمھیں تو ہو
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ، تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

تمھارے ہاتھ ہی میں بس ہماری سب کی لاج ہے
تمھاری چشمِ لطف ہی مریض کا علاج ہے
تمھارے ہی کرم سے بس، نجات سبکی آج ہے
شفاعتِ گناہ کا تمھارے سر پہ تاج ہے

تمھیں تو ہو مرے نبیؐ، تمھیں تو ہو مرے نبی

جبین تمھاری خاکِ آستاں سے زیب پائیگی
وہیں یہ میری چشمِ خوں چکاں بھی رنگ لائیگی
وہیں بجائے اشکِ شرم اشکِ خوں بہائیگی
جو زخمِ دل تمھیں نہیں تو پھر کسے دکھائیگی

تمھیں تو ہو مرے نبی، تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

تمھارا بندۂ وفا ، تمھارا میں غلام ہوں
کہوں نہ تم سے دردِ دل تو اور کس سے پھر کہوں
گناہ اور معصیت سے حال ہے بہت زبوں
وہ بار ہے کہ پُشت خم ہے اور میں ہوں سرنگوں
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ، تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

ہوئی جو پُرسشِ گناہ ، کیا جواب دونگا میں
حضورؐ کا غلام ہوں، فقط یہی کہونگا میں
عمل جو پوچھیگا کوئی ، تو کیسے چپ رہونگا میں
تمھارا نام لونگا میں، تمھارا نام لونگا میں
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ، تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

"روضۂ انور پر"

جو روزِ حشر سر پہ ہوگا ظلِّ شاہِ انبیا
امید ہے بر آئے گا ضرور دل کا مدّعا
اگرچہ ہوں گناہگار معصیت میں مبتلا
مگر سوا تمھارے کون، میرا اب ہے آسرا
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ، تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

جہاں کے سارے مخمصوں کو اب مرا سلام ہے
تمھارے ذکرِ خیر سے مجھے ہمیشہ کام ہے
مری زباں پہ رات دن بس اک تمھارا نام ہے
یہی مری عبادت اور یہی مرا کلام ہے
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ، تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

سفرِ دراز آخرت کا، بارِ جرم پشت پر
نہ آہ کوئی راہبر، نہ زاد راہ و ہم سفر
تمھاری ہی نگاہِ لطف پر ہے بس مری نظر
بھلا ہے اور کون تم سے بڑھ کے میرا چارہ گر
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ، تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

حسین بھی وجیہہ بھی، جمیل بھی تمھیں تو ہو
ہر اک گناہگار کے وکیل بھی تمھیں تو ہو
ہمارے عفوِ جرم کے کفیل بھی تمھیں تو ہو
شہِ رُسل پیمبرِ جلیل بھی تمھیں تو ہو
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ، تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

حبیبِ کبریا بھی تم ہو، ختمِ مرسلیں بھی ہو
امامِ انبیا بھی تم ہو اور شاہِ دیں بھی ہو
رسولِ دوسرا بھی تم، شفیعِ مذنبیں بھی ہو
رہینِ لطفِ خاص کاش! محوِ حزیں بھی ہو
تمھیں تو ہو مرے نبیؐ، تمھیں تو ہو مرے نبیؐ

(بچوں کے لئے)

پیارے نبیؐ

صلّی اللہ علیہ وسلّم

عزیزی شاغل فخری مرحوم سابق مدیر اخبار غنچہ بجنور
کی فرمائش پر لکھی گئی۔ افسوس! اس ہونہار نوجوان نے
عین جوانی میں وفات پائی۔

محمدؐ نبی ہیں خدا کے دُلارے — وہ پیارے نبی سب کی آنکھوں کے تارے
خدا نے یہاں اسلئے ان کو بھیجا — کہ اُن کو سدھاریں، جو ہیں دُکھ کے مارے
وہ حق کا پیمبر وہ سردار سب کا — غریبوں کے جس نے نصیبے سُدھارے
درود و سلام اُن پر ہم کیوں نہ بھیجیں — کہ منزل پہ پہنچے اُنھیں کے سہارے
اُنھیں نے بتائی ہمیں راہ سیدھی — اُنھیں کی بدولت بنے کام سارے

چلے اُن کے رستے پہ جو لوگ دل سے
تو دین اور دنیا اُنھوں نے سنوارے

بھنور میں الجھ کر جو تھی ڈوبنے کو
ہماری وہ کشتی لگا دی کنارے

ہزاروں تھے دشمن، لہو کے بھی پیاسے
مگر وہ نہ گھبرائے ہمت نہ ہارے

بہت مکّے والوں نے اُن کو ستایا
مگر اپنی دُھن ہی میں سب دن گزارے

عزیزوں سے کیا کیا مصیبت نہ دیکھی
نہ دی بددُعا پھر بھی شفقت کے مارے

بچاتے رہے گمرہی سے وہ سب کو
وہی رہنما ہیں ہمارے تمھارے

درود و سلام اُس رسولِ خدا پر
ہمارے نبی حضرتِ مصطفاؐ پر

ہمارے نبیؐ

—:—

زمانے میں پھیلی ہوئی تھی برائی
ہمارے نبی نے وہ آکر مٹائی

بُری عادتیں جو پڑی تھیں چھڑائیں
جو تھی راہ سیدھی وہ سب کو بتائی

جو غفلت میں سوتے تھے اُن کو جگایا
جو مجبور تھے، اُن کی ہمّت بڑھائی

جو بیہودہ رسمیں تھیں اُن کو مٹایا
جو تھی کام کی بات، سب کو سکھائی

خُدا کا پیام آکے سب کو سُنایا
جو دشمن تھے باہم ہوئے بھائی بھائی

جو ٹوٹے تھے رشتے اُنھیں بھی سے جوڑا محبّت بڑھائی، عداوت گھٹائی
جو تھے نیک کام، اُن کا خوگر بنایا گناہوں کی باتوں سے نفرت دلائی
خدا کے جو رستے سے بھٹکے ہوئے تھے اُن اندھوں کی دن رات کی رہنمائی
وہی رہنما بن گئے پھر جہاں کے سمجھتے نہ تھے جو بھلائی بُرائی
ہزاروں ہی کیں نیکیاں ہر کسی سے مگر کوئی نیکی نہ اپنی جتائی
کچھ ایسا کیا ذوق سینوں میں پیدا طبیعت بُری راہ پر پھر نہ آئی
کبھی دل نہ ٹوٹا، کبھی جی نہ چھوٹا بھلا کس کے دل میں ہے ایسی سمائی
عزیز اور احباب راحت اُٹھائیں خود اس کے لیے ہر مصیبت اُٹھائی

درود و سلام اُس نبی پر خدا کا
جو رحمت کا پیکر تھا، پُتلا وفا کا

محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

وہی تو حاصلِ ہر دو سرا ہیں
وہی تو زینتِ ارض و سما ہیں
وہی تو سرورِ کل انبیاؑ ہیں
وہی تو رازدارِ کبریا ہیں
محمدؐ مصطفیٰ شانِ خدا ہیں

وہی دونوں جہاں میں ہیں مکرم
زمین و آسماں میں ہیں معظمؐ
وہی ہیں رحمت و خلقِ مجسم
وہی جانِ دو عالم، فخرِ آدم
وہی تو تاجدارِ انبیاؑ ہیں
محمدؐ ہر تمنا کا سہارا
دوا ہر غم کی اُن کا اک اشارا

ہجومِ شوق! کرا تنا خدا را
مجھے ہو جائے روضے کا نظارا
وہی تو مونسِ ہر بے نوا ہیں

انھیں کا عکس ہے حُسنِ بتاں میں
انھیں کا حُسن ہے حورِ جناں میں
انھیں کا نور ہے کون و مکاں میں
انھیں کا فیض ہر فکر و بیاں میں
محمدؐ کیا ہیں، اک سِرِّ خدا ہیں

محمدؐ آرزوئے چشمِ بینا
محمدؐ آبروئے حُسنِ یکتا
محمدؐ رنگ و بوئے باغِ دنیا
محمدؐ حُسن روئے طورِ سینا
محمدؐ جلوۂ ربّ العُلا ہیں

احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

متاعِ زندگانی اُن پہ صدقے
بہارِ نوجوانی اُن پہ صدقے
نشاطِ کامرانی اُن پہ صدقے
کمالِ شادمانی اُن پہ صدقے

جمالِ یار کے آگے یہ کیا ہیں

خدارا رحم اک بیمارِ غم پر
جفا پرور ہیں آمادہ ستم پر
ہماری بیکسی ہنستی ہے ہم پر
نگاہیں دشمنوں کی ہیں حرم پر

یہ آخر آپ کیوں ہم سے خفا ہیں

زباں چپ ہے تڑپتا ہے مگر دل
کٹھن رستہ ہے لیکن دور منزل

ہمارے راہبر ہیں ہم سے غافل
حضور اب کیجیے آسان مشکل

ستمگر ہیں کہ مصروفِ جفا ہیں

ترحّم یا نبی اللہ ترحّم!
کہ زخمِ دل ہیں سب محتاجِ مرہم
بساطِ عزّت و راحت ہے برہم
یہ حالت ہے کہ لب پر آگیا دم

ہمارے آپ ہی مشکلکشا ہیں

ادھر بھی اک نظر اے بندہ پرور
دکھا دو اپنی آقائی کے جوہر
غریب و بے نوا محوی ہے مضطر
اِدھر بھی اک تبسّم اے گلِ تر

کہ ہم سب تشنۂ آبِ بقا ہیں

حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم

زمانے بھر میں پھیلا تھا اندھیرا
جو وہ آئے ہوا ہر سو سویرا
اُٹھایا ظلمتوں نے اپنا ڈیرا
اُڑا اِن کی صداقت کا پھریرا

سراپا نور وہ شمعِ ہدا ہیں

یہ آنکھیں ڈھونڈتی ہیں اُن کا جلوہ
تمنا ہے کہ دیکھیں ان کا روضہ
بنے آنکھوں کا سرمہ خاکِ طیبہ
سماجائے نگاہوں میں مدینہ

اسی غم میں دل و جاں مبتلا ہیں

اُنھیں کا ہے زمانے میں اُجالا
ہر اک انداز ہے ان کا نرالا

خدا نے کچھ عجب سانچے میں ڈھالا
وہی تو ہیں حبیب حق تعالا

وہی تو شافعِ روزِ جزا ہیں

غمِ دوری سے دل ہے پارہ پارا
نہیں اس غم میں جینا بھی گوارا
کیا ہر عیش و راحت نے کنارا
نہیں جن کے سوا کوئی ہمارا

قیامت ہے وہی ہم سے جُدا ہیں

وہ دشمن کی بھی کرتے تھے مدارات
دیا ہر ایک کو درسِ مساوات
محبت سے بھری ہے ان کی ہر بات
کرم کرتے رہے دنیا پہ دن رات

وہ ہر اک رہ نما کے رہنما ہیں

پیمبرِ خدا علیہ التحیتہ والسّلام

نہیں ہے آسرا دُنیا میں کوئی
ہمیں نے آبرو اپنی ڈبوئی
حکومت اور عزّت اپنی کھوئی
خدا شاہد یہی ہے راست گوئی

ہمارے آپ ہی حاجت روا ہیں

اگر ہم پر نظر ہو جائے اب بھی
تو راضی ہم سے ہو جائے وہ رب بھی
ابھی ہو دور مولا کا غضب بھی
مگر ہاں شرط ہے حُسنِ طلب بھی

وہ ہر مجبور دل کا آسرا ہیں

انھیں کا نام ہے اپنی زباں پر
کہ چھائے ہوئے ہیں جسم و جاں پر

فلک جھکتا ہے جن کے آستاں پر
مِرا سر ان کے قدموں کے نشاں پر

وہی تو حاصلِ ہر تمنا ہیں

حضور! اک غم زدہ مدحت سرا ہے
اُسے بس آپ ہی کا آسرا ہے
درِ اقدس پہ آ کر اب پڑا ہے
وہ بیکس اک گدائے بے نوا ہے

جو دُکھ ہیں آپ پر سب برملا ہیں

مظالم ہم پہ ہر دم ہو رہے ہیں
مگر ہم ہیں کہ اب بھی سو رہے ہیں
خود اپنے حق میں کانٹے بو رہے ہیں
کہ عزّت اور جانیں کھو رہے ہیں

ہمیں سے دور وہ خیر الورا ہیں

رباعیات

(۱)

اے واعظِ خام سے شفاعت کی اپیل
تو بارِ گنہ ہے، بے بضاعت کی اپیل
ہم بے سبب کاوشِ کیل
ہیں بے کار، بے وقار، بے مایہ و ذلیل
کیا ہم ہیں یہ کار، بے وقار، بے مایہ و ذلیل
ممکن نہیں کہ شین میں ہوں خوار و ذلیل

(۲)

اوصاف تری ہم سے بیاں ہوں کیوں کر
ہے تو تر اور تر تہیں، مگر ہم کمتر
بس اتنی گذارش ہے کہ اے فخرِ رسل
رسوا نہ ہوں روزِ حشر پیشِ داور

(۴)

اے شافعِ کونین رسولِ عربی!
ہے حد سے بڑی ہوئی مری تشنہ لبی
اک نظرِ عنایت ہو کہ ہو کوئی مرا کام
گو بے ادبی ہے مری سائغ طلبی

(۳)

رستہ وہ حقیقت کا دکھایا تو نے
انسان کو انسان بنایا تو نے
وہ تیرگیِ جہل کہ تھی جس سے خجل
بندہ کو خدا یاد دلایا تو نے

(۵)

قدرت نے عطا کیے وہ اوصافِ جمیل ۹۲
ہے ذات تری حاصلِ گلزارِ خلیل

اے فخرِ رسل، فخرِ نبی، فخرِ جہاں
اخلاق ہیں خود تیرے صداقت کی دلیل

(۶)

اخلاقِ زمانے کے سنوارے تم نے
بگڑے ہوئے آدابِ سُدھارے تم نے
آسان نہیں شکر گذاری پیشک
چمکا دیے قسمت کے ستارے تم نے

(۷)

انسان کو ظلمت سے نکالا تم نے
ایمان کا بخشا ہے اُجالا تم نے
عرفان دیا خیر کا شعور کا سب کو
احسان کیا سب سے نرالا تم نے

(۸)

ہو ابر تو غریبوں پہ عنایت کی نظر
ہم خستہ دلوں پہ لطف و شفقت کی نظر
اے خیر رسولؐ ہو ہے جینا دشوار
دل چاہتا ہے بس اِک محبت کی نظر

قطعہ تاریخ طبع "ریاض فاطمہ"

دیوان نعتیہ

دل و جاں ہوں میرے فدائے محمدؐ
کہ میں ہوں اسیرِ ہوائے محمدؐ

محبّت مجھے کیوں نہ ہو اُس بشر سے
جو کرتا ہے دل سے ثنائے محمدؐ

مبارک ہو "بلقیس" کو یہ سعادت
کہ وہ بھی ہے مدحت سرائے محمدؐ

دُعائیں یہ دیتا ہوں میں صدقِ دل سے
میسّر ہو اُس کو لقائے محمدؐ

کھلا آج یہ راز مجھ بے نوا پر
کہ وہ بھی ہے رازآشنائے محمدؐ

عجب تحفہ دلکش ہے دیوان اس کا
کہ ہر صفحہ میں ہے ضیائے محمدؐ

ہر اک شعر میں مدحتِ مصطفیٰؐ ہے
ہر ایک شعر میں ماجرائے محمدؐ

ہر اک سطر میں یہ عقیدت کا عالم
کہ ہر لفظ الفت فزائے محمدؐ

غرض نعت سرکارِ عالیؐ وہ لکھّی
کہ ہو پڑھنے والا فدائے محمدؐ

وہ ہے بلبلِ بوستانِ رسالتؐ
وہ ہے طوطیٔ خوش نوائے محمدؐ

نمایاں ہے "بلقیس" کی ہر غزل سے
یہ ذوقِ سخن ہے عطائے محمدؐ

اشاعت مبارک ہو نعتِ نبیؐ کی
یہ شوق اور اُنکا بڑھائے محمدؐ

کہو مصرعۂ سالِ تاریخ محوی
یہ ہے پاک سیرت ثنائے محمدؐ

۱۳۷۶ھ

علامہ محوی صدّیقی کے چند تصانیف و تراجم

جو بہت جلد شائع ہونے والے ہیں

(۱) آبشار : ۲۵ رباعیات کا دلکش مجموعہ جو موصوف کی کئی سال کی فکر اور کاوش کا نتیجہ ہیں۔ حجم ۱۲۵ صفحات۔ قیمت ۱ روپیہ ۲۵ پیسے۔

(۲) بالک باغ : اُن نظموں کا مجموعہ جو موصوف نے بچوں کے لیے نہایت آسان زبان اور چھوٹی چھوٹی بحروں میں بیحد دلچسپ انداز میں بچوں کی نفسیات کو پیش نظر رکھ کر کہی ہیں اور بچوں کے رسائل میں شائع ہو کر مشہور و مقبول ہو چکی ہیں۔ حجم ۱۰۰ صفحات۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

(۳) نظموں کا مجموعہ : [illegible] سیاسی، مذہبی اور شاعرانہ نظموں کا مکمل مجموعہ جو مصنّف نے اپنی زندگی میں مختلف حالات اور مختلف اوقات میں کہیں۔ حجم ۳۰۰ صفحات۔ قیمت ۵ روپے۔

(۴) نغمۂ سرمدی : موصوف کی تمام غزلوں کا مکمل دیوان حجم ۳۵۰ صفحات بڑا سائز۔ قیمت ۵ روپے۔

(۵) آسان عروض :- نہایت آسان زبان اور سلجھے ہوئے انداز میں فن عروض اور قافیہ کے ضروری مسائل لکھے ہیں۔ مبتدی شعراء کے لیے نہایت ضروری کارآمد اور نادر تحفہ۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

ان سب کتابوں کی لکھائی، چھپائی۔ کاغذ بہترین، ٹائیٹل وغیرہ نہایت خوشنما اور دل پذیر۔

ملنے کا پتہ

معیار ادب بکڈپو بھوپال ۱